

تاویل مختلف الحدیث کی ترتیب و تدوین میں ابن قتیبہ کا منہج و اسلوب

حافظ نصیر احمد

ڈاکٹر محمد وارث علی**

Quran and sunnah are main sources of teachings of Islam. They were transferred to the generations through *Hadīth*. There are myriads of disciplines that have been introduced by traditionalists for the authenticity and implication of *Hadīth*. *Mukhtalif-al-Hadīth* is one of these disciplines and “*Ta'wil o Mukhtalif-al-Hadīth*” has been written on *Mukhtalif-al-Hadīth* by Abdullāh ibn Muslim ibn Qutayba al-Dīnawarī (d276 H). In his book, “*Ta'wil Mukhtalif al-Hadīth*” he presented cogent arguments to reject certain baṭil sects or factions. He rejected twelve to fifteen sects like al-Mu‘tazilah, al-Khawārij, al-Qadarīyyah and al-Jabariyah etc. *Ibn Qutaybah* also tried to remove the conflicts existed in various *Hadīths* during his era. This article focusses the methodology adopted by the writer that has been discussed with the help of the examples from this book. This book consists of a preface and two lengthy chapters which include 106 Marfu' *Hadīths*. He inferred 57 issues from the *Hadīths* and gave satisfactory answers to the objections raised by rejectors of *Hadīth*. To remove these incongruences found in *Hadīths*, he benefitted Qurān, *Hadīth*, and Classical Arabic

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایم۔ اے۔ او۔ کالج لاہور

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، لاہور گورنمنٹ یونیورسٹی لاہور

Prose and Poetry along with logical reasonings.

Keywords: علم مختلف الحدیث، تطبیق بین الاحادیث، فرق باطلہ کا رد، تاویل مختلف الحدیث

اسلامی شریعت کے احکام کا دار و مدار قرآن کریم اور احادیث نبویہ پر ہے۔ قرآن حکیم کلام خداوندی اور شریعت کا ماخذ اول ہے۔ جبکہ احادیث رسول ﷺ قرآن پاک کی تشریح و توضیح سے عبارت ہے۔ دین اسلام کا فہم قرآن و سنت دونوں کے فہم پر موقوف ہے اور قرآن و سنت میں سے ہر ایک کا فہم دوسرے کے فہم پر موقوف ہے۔ جس طرح قرآن قیامت تک کے لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے ایسے ہی فرامین رسول ﷺ بھی دائمی ذریعہ ہدایت ہیں۔ قرآن و سنت میں سے ہر ایک کا اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنا از حد ضروری ہے۔ اس لیے قدرت کی طرف سے ان دونوں کی حفاظت کا انتظام فرمایا ہے۔ حفاظت حدیث کے پیش نظر کتب احادیث کی جمع و تدوین کے ضمن میں علماء اور محدثین نے وقت کی ضرورت کے مطابق مختلف اسالیب اور مناجیح اختیار کیے ہیں جن میں سے ایک علم ایسی دو یا دو سے زائد احادیث کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے جن کے ظاہر میں کوئی تعارض پایا جاتا ہو۔ علم حدیث کی اصطلاح میں اسے ”علم مختلف الحدیث“^(۱) کہتے

۱۔ کلمہ مختلف الحدیث کو مختلف طریقوں سے پڑھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسے دو طریقوں سے پڑھا جاتا ہے۔

۱۔ مختلف: (لام کے کسرہ کے ساتھ) اسم فاعل کے وزن پر۔ اس صورت میں لفظ مختلف کی الحدیث کی طرف اضافت یعنی (ایسی اضافت جو حرف من کے ساتھ ہو) ہوگی تو اصل عبارت یوں ہوگی مختلف من الحدیث جس کی تعریف علمائے لغت نے یوں کی ہے:

ان يوجد حدیثان او اكثر متضادان في المعنى ظاهرا.

دو یا دو سے زیادہ ایسی احادیث کا پایا جانا جو ظاہری طور پر باہم ٹکراتی ہوں۔

۲۔ بعض محدثین نے اسے مختلف الحدیث (لام کی زبر کے ساتھ) پڑھا ہے۔ اس صورت میں یہ اسم مفعول کے وزن پر یا مصدر مسمی ہوگا۔ اور اضافت فیہ (ایسی اضافت جس میں فی حرف جار مقدر ہو) کے ساتھ اصل عبارت یوں ہوگی۔ الاختلاف فی الحدیث یعنی ایسی حدیث جس میں اختلاف واقع ہوا ہو۔ اب مختلف الحدیث کی تعریف یوں ہوگی:

ان یاتی حدیثان متضادان في المعنى ظاهرا. دو ایسی احادیث کا پایا جانا جن کے معنی میں ٹکراؤ ظاہر ہو۔

مختصر یہ کہ پہلی صورت میں تعریف سے نفس حدیث مراد ہوگی جبکہ بصورت ثانی نفس تضاد اور اختلاف مراد ہوگا۔

(ابو شہبہ، محمد بن محمد بن سولیم (۱۳۳۲-۱۴۰۳ھ)، الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، دارالفکر العربی، بیروت: ۲۴۱-سیوطی، عبد الرحمان بن ابی بکر (المتوفی: ۹۱۱ھ)، تدریب الراوی فی شرح تقرب النواوی، مکتبۃ

ہیں۔

علم مختلف الحدیث کے ضمن میں متعدد کتب تصنیف کی گئیں اور منکرین حدیث کے اشکالات کے سیر حاصل جو ابات دیئے گئے۔ سب سے پہلے اس علم پر باقاعدہ طور پر امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ) نے ”اختلاف الحدیث“^۱ تصنیف کی۔ اس کے بعد دوسری باقاعدہ تصنیف امام عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ (۲۱۳-۲۷۶ھ) کی یادگار تصنیف ”تاویل مختلف الحدیث“ ہے۔ تیسری صدی ہجری تدوین حدیث کے سلسلے میں سنہری دور کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ایک طرف تو احادیث کو مرتب و مدون کیا جا رہا تھا تو دوسری طرف منکرین حدیث کے اشکالات کا ازالہ کرنے کے لیے مختلف علوم و فنون کو منظم شکل دی جا رہی تھی۔ اس صدی کی ایک نامور شخصیت جو قرآن، حدیث اور عربی ادب میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے وہ ابن قتیبہ ہیں۔ موصوف نے علم حدیث پر جو کتب مرتب کیں ان میں سے ایک نمایاں نام ”تاویل مختلف الحدیث“ کا ہے۔ یہ کتاب اپنی غیر معمولی اہمیت کی بناء پر جملہ محدثین اور اہل علم کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ کتاب کے منہج و اسلوب کو جاننے سے پہلے مصنف کتاب امام ابن قتیبہ کے مختصر حالات زندگی پیش خدمت ہیں۔

ابن قتیبہ کے مختصر حالات زیست

ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری کا شمار تیسری صدی کے کبار محدثین اور علماء میں ہوتا ہے آپ ۲۱۳ھ میں بغداد کے ایک قصبہ دینور میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے اکابرین سے کسب فیض کیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ و مشائخ میں احمد بن سعد اللخیمانی (ابن قتیبہ کے والد)، محمد بن سلام محمّی (۲۳۱ھ)، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم ابن راہویہ (۱۶۱-۲۳۸ھ)، حرملہ بن یحییٰ تجیبی (۲۴۳ھ)، ابو عبداللہ حسن بن

الریاض الحدیثیہ، الریاض: 2/196۔ مبارکپوری، ابوالحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام رحمانی (۱۳۲۷-۱۴۱۴ھ)، مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ادارة البحوث العلمیة والدعوة والافتاء، بنارس، ہند، الطبعة الثالثة: ۱۴۰۴ھ- ۱۹۸۴م: ۱/۳۸۷۔ طیبی، شرف الدین حسین بن محمد (المتوفی: ۷۴۳ھ)، الخلاصہ فی معرفة الحدیث، المكتبة الاسلامیة للنشر والتوزیع، الطبعة الاولى: ۱۴۳۰ھ- ۲۰۰۹م، ص: ۶۵۔)

^۱ تاویل مختلف الحدیث علم مختلف الحدیث پر ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری (۲۱۳-۲۷۶ھ) کی معروف تصنیف ہے۔ کتاب کا شمار علم مختلف الحدیث کے مصادر میں ہوتا ہے۔ مختلف طبع خانوں سے شائع ہوئی۔ ۱۴۱۹ھ برطانیق ۱۹۹۹م میں الطبعة الثانية کے طور پر المکتب الاسلامی، بیروت سے شائع ہوئی۔

حسین سلمی (۲۴۶ھ)، ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی (۲۴۸ھ)، ابو حاتم محمد بن ادريس الرازی (۱۹۵-۲۷۷ھ)، ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان الزیادی (۲۴۹ھ)، زیاد بن یحییٰ بصری (۲۵۴ھ)، ابو الفضل عباس بن الفرغ الریاشی (۲۵۷ھ)، ابو عثمان الجاحظ (۲۵۴ھ) وغیر ہم شامل ہیں، جبکہ معروف تلامذہ میں احمد بن عبد اللہ دینوری (۳۲۲ھ)، عبید اللہ بن عبد الرحمان سکری (۳۲۳ھ)، عبید اللہ بن احمد بن بکر تمیمی (۳۳۴ھ)، عبد اللہ بن جعفر بن درستویہ فسوی (۳۳۵ھ)، ابراہیم بن احمد بغدادی (۲۹۸ھ)، ہیشم بن کلیب شاشی (۳۳۵ھ)، اور ابو عبد اللہ بن ابی الاسود (۳۳۳ھ) وغیر ہم شامل ہیں^(۱)۔

امام ابن قتیبہ کی خدمات اور ان کے کمالات کو ان کے اساتذہ اور معاصرین نے بے حد سراہا ہے بڑے بڑے محدثین، مفسرین، خطباء، ادباء، فقہاء، امام ابن قتیبہ کی فقاہت و ثقاہت اور ان کی علمی کاوشوں اور وسعت نظری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابو بکر خطیب (۳۹۲-۴۶۳ھ)، ابو طاہر سلفی (۴۷۸-۵۷۶ھ)، ابن حزم اندلسی (۳۸۴-۴۵۶ھ)، حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳-۷۴۸ھ) اور ابن خلکان نے آپ کے لیے ثقہ، ثبت، صاحب التصانیف، صدوق، فاضل، دین پر چلنے والے اور جلیل القدر اہل علم کے کلمات تعریف استعمال کیے ہیں^(۲)۔ ابن قتیبہ ایک کثیر التصانیف کاتب تھے۔

¹ - ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (۶۷۳-۷۴۸ھ)، سیر اعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الثالثة: ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵م: ۱۳/۲۹۷۔ ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد اربلی (۶۰۸-۶۸۱ھ)، وفيات الاعیان، دار صادر، بیروت: الطبعة الاولى: ۱۹۰۰، ص: ۳/۴۲۔ ابن العماد الحنبلی، ابو الفلاح عبد العی بن احمد بن محمد (۱۰۳۲-۱۰۸۹ھ)، شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، دار ابن کثیر، بیروت، الطبعة الاولى: ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶م: ۱/۲۵۔ سمعانی، ابو سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور مروزی (۵۰۶-۵۶۲ھ)، الانساب، مجلس دائرة المعارف العثمانیه، انڈیا، الطبعة الاولى: ۱۳۸۲ھ-۱۹۶۲م: ۱۲۸، ۱۷۸۔

² - ذہبی، سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۲۹۹-۲۹۷۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (۶۷۳-۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت، لبنان، الطبعة الاولى: ۱۳۸۲ھ-۱۹۶۳م: ۲/۵۰۳۔ صفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۶۹۶-۷۶۳ھ)، الوافی بالوفیات، دار احیاء التراث، بیروت: ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰م: ۱۷/۳۲۶۔ عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی (۸۵۲ھ)، لسان المیزان، دار البشائر الاسلامیه، بیروت، الطبعة الاولى: ۲۰۰۲م، ص: ۳/۳۵۸۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (۶۷۳-۷۴۸ھ)، تاریخ الاسلام المشابیر والاعلام، دار الغرب الاسلامی، الطبعة

آپ کی تصانیف میں تأویل مختلف الحدیث، عیون الأخبار، الإختلاف فی اللفظ، المعارف، تأویل مشکل القرآن، ادب الکاتب، الشعر والشعراء، المعانی الکبیر، آداب العشرة، آداب القراءة، العرب و علومها، فضل العرب علی العجم، العلم، فرائد الرد، المسائل و الأجوبة فی الحدیث واللغة، اعراب القرآن، الحکم والامثال، التسوية بین العرب والعجم، منتخب اللغة و تواریخ العرب، غریب الحدیث وغیرہ شامل ہیں آپ زندگی کی ۶۳ بہاریں گزار کر ماہ رجب المرجب ۲۷۶ھ میں دارفناء سے داربرزخ کی طرف کوچ کر گئے^(۱)۔

تأویل مختلف الحدیث کا فنی مقام و مرتبہ

یہ کتاب ابو محمد عبد اللہ بن مسلم المعروف ابن قتیبہ کا عظیم شاہکار ہے اور آپ کی عظمت و شہرت اور علم و ہنر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ امام ابن قتیبہ نے اپنی اس کتاب ”تأویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء الحدیث“ میں بظاہر مناقض و متعارض احادیث کو جمع کر کے علمی انداز سے رفع تعارض کی کوشش کی ہے اور مخالفین حدیث کی طرف سے ان احادیث پر کیے جانے والے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔ کبار معتزلہ کے عقائد کو قرآن و سنت کی روشنی میں رد کیا ہے۔ معتزلہ میں سے مشاہیر معاصرین مثلاً جاحظ، ابو ہذیل العلاف^(۲)، نظام بصری^(۳)، نجار^(۴)،

الاولی: ۳، ۲۰۰۶م: ۵۶۵۔ ابن حزم اندلسی، ابو محمد علی بن احمد بن سعید (۳۸۳-۴۵۶ھ)، المحلی بالاثار، دار الفکر، بیروت: ۱۳/۶۔ تذکرۃ الحفاظ: ۱۵۳/۲۔ وفيات الاعیان: ۳۲/۳۔

^۱- ذہبی، سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۲۹۷، ۲۹۸۔ الوافی بالوفیات: ۱۷/۳۲۶۔ عسقلانی، لسان المیزان: ۳/۳۵۸۔ میزان الاعتدال: ۵۰۳/۲۔ تاریخ الاسلام المشاہیر والاعلام: ۵۶۵/۶۔

^۲- ابو ہذیل العلاف، محمد بن ہذیل بن عبد اللہ بن مکحول عبدی کا شمار معتزلہ کے کبار آئمہ میں ہوتا ہے۔ وہ ۱۳۵ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے اور بطور کلامی شہرت پائی۔ کثیر کتب کے مصنف تھے۔ ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء: ۳۸/۲۰۔

^۳- نظام، ابراہیم بن سیار بن ہانی بصری علم فلسفہ میں مہارت رکھتا تھا، اور ان کا شمار معتزلہ کے آئمہ میں ہوتا ہے۔ فلسفہ اور اعتزال پر متعدد کتب تصانیف کیں۔ فرقہ نظامیہ بانی ہیں۔ ان کا ۲۳۱ھ میں وصال ہوا۔ عسقلانی، لسان المیزان: ۱/۲۹۵۔

^۴- فرقہ نجاریہ کے بانی، نامور معتزلی حسین بن محمد بن عبد اللہ نجار نے ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ نظام معتزلی کے ساتھ متعدد مناظرے بھی کیے۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد (۱۳۹۶ھ)، الاعلام، دار العلم للملائین، بیروت، الطبعة الخامسة عشر: ۲۰۰۲، ص: ۲/۲۵۳۔

عبید اللہ بن حسن عنبری (1)، ہشام بن الحکم (2) و دیگر کے مقالات کا خوب دقت نظری سے جائزہ لے کر ان کا کڑا محاسبہ کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر (۷۰۰-۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

”ابن قتیبہ لہ فیہ مجلد مفید وفیہ ما ہو غث وذلک بحسب ما عنده من العلم.“ (3)

”ابن قتیبہ کی اس علم (مختلف الحدیث) میں ایک مفید تصنیف (تاویل مختلف الحدیث) ہے جس

میں ابن قتیبہ نے اپنی علمی وسعت کے مطابق منکرین و مخالفین حدیث کے جوابات دیئے ہیں۔“

برہان الدین ابناسی (۷۲۵-۸۰۲ھ) ’تاویل مختلف الحدیث‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وكتاب مختلف الحديث لابن قتيبة في هذا المعنى إن يكن قد أحسن فيه من

وجه فقد أساء في أشياء منه قصر باعه فيها وأتى بما غيره أولى وأقوى“⁴

”ابن قتیبہ کی (تاویل) مختلف الحدیث اس معنی (علم مختلف الحدیث) میں اگرچہ ایک خوبصورت

تصنیف ہے تاہم اس میں ایک کمی بھی ہے کہ بعض مہتمات پر بہت

اختصار کیا گیا ہے اور بعض مہتمات پر ابن قتیبہ نے غیر ضروری

دلائل ذکر کیے ہیں۔“

¹- عبید اللہ بن حسن عنبری تمیمی کا شمار بصرہ کے معروف فقہاء و محدثین میں ہوتا ہے۔ بصرہ کے قاضی بھی رہے اور ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ زرکلی، الاعلام: ۱۹۲/۳۔

²- ابو محمد ہشام بن الحکم کوفی، شیبانی کوفہ میں ہی پیدا ہوا اور کوفہ میں ہی ۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ اپنے وقت کا مشہور مناظر اور علم کلام میں ماہر تھا۔ فرقہ امامیہ کا شیخ تھا، متعدد کتب تصنیف کیں۔ عسقلانی، لسان المیزان: ۸/۳۳۳۔ زرکلی، الاعلام: ۸۵/۸۔

³- ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمرو دمشقی (۷۰۰-۷۷۴ھ)، اختصار علوم الحدیث، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانية: ۱۷۴۔

⁴- برہان الدین ابناسی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسی شافعی (۷۲۵-۸۰۲ھ)، الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح، مکتبۃ الرشید، الرياض، الطبعة الاولى: ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸م: ۴۷۱/۲۔ ابن الملن، ابو حفص سراج الدین عمر بن علی شافعی (۷۲۳-۸۰۴ھ)، المقنع فی علوم الحدیث، دار فواز للنشر، سعودیہ، الطبعة الاولى: ۱۴۱۳ھ: ۴۸۰/۲۔

علامہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

”صنّف فيه ابن قتيبة فأتى بأشياء حسنة وأشياء غير حسنة⁽¹⁾“.

”اس (علم مختلف الحدیث) میں ابن قتیبہ نے ایک تصنیف چھوڑی ہے جس میں انہوں نے بعض بڑی خوبصورت باتیں بیان کی ہیں البتہ بعض نامناسب چیزیں بھی ذکر کی ہیں۔“

استاذ محمد ابو زھو لکھتے ہیں:

”هذا كتاب جليل القدر عظيم النفع ألفه الإمام ابن قتيبة مدافعا به عن

السنة“⁽²⁾

”یہ کتاب (تاویل مختلف الحدیث) عظیم مرتبہ اور بہت نفع والی ہے جسے امام ابن قتیبہ نے سنت کے دفاع میں لکھا ہے۔“

تاویل مختلف الحدیث کی تالیف کی غرض و غایت

ابن قتیبہ کی اس تصنیف کا مدعا و مقصود باطل فرقوں کا رد کرنا اور منکرین حدیث کے اشکالات کے علمی جوابات دینا تھا۔ اسی بنا پر اس کتاب کا مکمل نام ”تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی أعداء أهل الحدیث“ ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور تین تفصیلی ابحاث پر مشتمل ہے جن میں مصنف نے اپنے زمانے میں معروف ظاہر متعدد متعارض و متناقض مرویات کو جمع کر کے ان پر اٹھنے والے سوالات کے علمی انداز میں جوابات دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ تاویل مختلف الحدیث جن تین تفصیلی ابحاث پر مشتمل ہے ان میں سب سے پہلے اصحاب رائے اور اصحاب کلام کا ذکر آتا ہے۔ کتاب ہذا کی دوسری تفصیلی بحث اصحاب حدیث کے تذکرے پر مشتمل ہے جبکہ تیسری بحث میں بظاہر متناقض و متعارض احادیث میں تطبیق دی گئی ہے⁽³⁾۔

مصنف نے کتاب کے آغاز میں اپنی اس تصنیف کی غرض و غایت واضح کی ہے۔ فاضل مصنف نے انتہائی بلاغت کے ساتھ احادیث رسول ﷺ کی حجیت بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے کتاب کے مقدمے میں منکرین

¹ - سیوطی، تدریب الراوی: ۶۵۱/۲

² محمد ابو زھو، الحدیث والمحدثون، دار الفکر العربی، قاہرہ، الطبعة الثانية: ۸-۱۳، ۳۶۷۔

³ - ابن قتیبہ، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری (۲۱۳-۲۷۶ھ)، تاویل مختلف الحدیث، المكتبة الاسلامی، بیروت، ط: ۲، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹م: ۶۱، ۱۳۷، ۱۴۵۔

حدیث کا خوب علمی محاسبہ کیا ہے۔ مختلف فرقوں کا رد کرتے ہوئے اہل سنت پر ہونے والے اشکالات کے مدلل جوابات بیان کیے ہیں۔ تاویل مختلف الحدیث بنیادی طور پر دو اباحت پر مشتمل ہے۔ کتاب ہذا کے اول حصہ میں حجیت حدیث پر نقد زنی کرنے والے باطل فرقوں جیسے خوارج، روافض، معتزلین اور زندیقین کا ذکر کیا ہے۔ اور ان باطل فرقوں کے نامور اصحاب جیسے عمرو بن عبید معتزلی (۸۰-۱۴۴ھ)، ابو ہذیل العلاف (۱۳۵-۲۳۵ھ)، الجاحظ (۱۶۳-۲۵۵ھ) اور ابن عویم بصری (۸۰ھ) وغیرہ کا علمی طور پر شدید محاسبہ کیا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی عدالت و عظمت منطوق برابہین سے واضح کی ہے۔ جبکہ کتاب کا دوسرا حصہ تطبیق بین الاحادیث پر مشتمل ہے۔ جس میں باطل فرقوں کی جانب سے احادیث رسول ﷺ پر کیے جانے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ اور تطبیق بین الاحادیث کے ضمن میں بظاہر متناقض و متعارض مرویات کی خوبصورت توجیح بیان کی گئی ہے۔ جو نہ صرف دلائل و براہین سے مزین ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا خوبصورت مجموعہ ہے۔

تطبیق بین الاحادیث میں ابن قتیبہ کا منہج

ابن قتیبہ اولاً ایسی احادیث ذکر کرتے ہیں جن کا ظاہری معنی اسی موضوع سے متعلق دو یا دو سے زائد احادیث میں باہمی تعارض کا تقاضہ کرتا ہے۔ روایت حدیث کے ضمن میں مصنف نے سند ذکر کرنے کا خصوصی طور پر اہتمام نہیں کیا شاید اس کی وجہ ابن قتیبہ کی ان روایات پر وارد ہونے والے اعتراضات کو رفع کرنے کی طرف خصوصی توجہ ہے۔ ان احادیث سے مستنبط مسئلہ وضاحت سے بیان کرنے کے بعد ان روایات سے نامناسب معانی اخذ کرنے والوں کا خوب علمی محاسبہ کرتے ہیں۔ احادیث کی توضیح کرنے میں اپنی رائے کو دخل دینے والوں پر سخت نقد کرتے ہیں۔ فصاحت و بلاغت کا سہارا لے کر اپنے دلائل کو قدیم عربی اشعار و اقوال اور قصائد سے آراستہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں نامور شعراء جیسے فرزدق (۱۱۰ھ)، مرثی (۵۰/۵۴ق-ھ)، حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ، زہیر بن ابی سلمیٰ مزنی (۱۱۳ق-ھ)، مشقب العبدی (۳۵۱-ھ)، عباس بن فرج الریاشی (۲۵۷ھ) اور ابن زبیر (۱۱۱-۱۸۲ھ) وغیرہم کے اشعار و کلام کو مختلف مواقع پر بطور استشہاد ذکر کرتے ہیں^(۱)۔ مختلف دلائل کی مدد سے ظاہری طور متعارض احادیث کا ایسا معنی بیان کرتے ہیں کہ سارے اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں۔ تاہم احادیث ذکر کرنے میں ابن قتیبہ نے کسی خاص ترتیب کو اختیار نہیں کیا۔

¹۔ تاویل مختلف الحدیث: ۸۰، ۱۱۴، ۱۵۶، ۱۷۱، ۱۷۷، ۳۲۵۔

فاضل مصنف نے اپنی اس کتاب میں ایک سو چھ (۱۰۶) مختلف فیہا احادیث ذکر کی ہیں اور تطبیق بین الاحادیث کے ضمن میں ان روایات سے ستاون (۵۷) مسائل مستنبط کیے ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر مسائل کا تعلق عقائد، توحید، سیرت یا ان کے علاوہ دیگر فقہی مسائل سے ہے۔ ان احادیث کی توضیح میں ابن قتیبہ نے قرآن و سنت و اجماع و عقل سے تقریباً انچاس (۳۹) جوابات دیے ہیں۔
رفع تعارض کی امثلہ

۱- باب ذکر الاحادیث التي ادعوا عليها التناقض¹ کے تحت ابن قتیبہ بول و براز کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”لا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول (۲)“
”تم بول و براز کے وقت استقبال قبلہ مت کرو۔“

اس حدیث کے معارض دوسری روایت مسند احمد بن حنبل میں حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ لوگ بول و براز کے وقت استقبال قبلہ کو ناپسند کرتے ہیں:

”أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بخلائه أن يستقبل به القبلة (۳)“

بے شک حضور ﷺ نے خلاء میں استقبال قبلہ کا حکم فرمایا۔

ابن قتیبہ اس مسئلہ کے بارے میں مروی روایات کا جائزہ لے کر ان کو مختلف احوال پر محمول کرتے ہوئے تطبیق دیتے ہیں اور فرماتے ہیں:

¹ - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: ۱۴۵۔

² - ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن بلال بن اسد الشیبانی (۱۶۴-۲۴۱ھ)، مسند امام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الاولى: ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ م، مسند ابو ایوب انصاری: ۲۳۵۷۹-ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ)، سنن ترمذی، ابواب الطہارة، باب فی النهی عن استقبال القبلة بغائط او بول، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ط: ۲: ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م، رقم الحدیث: ۸۔

³ - مسند احمد: ۲۵۵۰۔

” لكل واحد منهما موضع يستعمل فيه فالموضع الذي لا يجوز أن تستقبل القبلة فيه بالغائط والبول هي الصحاري والبراحات وكانوا إذا نزلوا في أسفارهم لهيئة الصلاة استقبل بعضهم القبلة بالصلاة واستقبلها بعضهم بالغائط فأمرهم أن لا يستقبلوا القبلة بغائط ولا بول إكراما للقبلة وتنزيها للصلاة فظن قوم أنّ هذا أيضا يكره في البيوت والكنف المحترفة فأمر النبي صلى الله عليه وسلم بخلائه (1)“.

ان احادیث میں سے ہر ایک کا معنی محل سے خاص ہے بایں طور کہ ایسی زمین جہاں کوئی درخت یا کھیتی نہ ہو وہاں بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ بسا اوقات سفر میں نماز پڑھتے وقت استقبال قبلہ کرتے تو بعض لوگ بول کرتے وقت اپنا رخ قبلہ کی جانب کر لیتے، تو نبی کریم ﷺ نے اکرام قبلہ اور نماز کی اہمیت کے پیش نظر بول و براز کرتے وقت استقبال قبلہ سے منع فرمادیا۔ اس فرمان مبارک سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ گھروں میں بھی بول و براز کے وقت استقبال قبلہ مکروہ ہے۔ جس پر نبی کریم ﷺ نے خلاء میں استقبال قبلہ کی رخصت عطا فرمائی ہے۔

ابن قتیبہ دو متعارض احادیث میں تطبیق دے کے ہر ایک حدیث کا معنی واضح کرتے ہیں کہ اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

۲- باب احکام قد اجمع علیها يبطلها القرآن ويحتج بها الخوارج (2) کے تحت رجم کا حکم حدیث مبارک کے مطابق ذکر کرتے ہیں کہ شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

” الرجم حد من حدود الله فلا تخدعوا عنه وآية ذالك أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم رجم وابو بكر رجم ورجمت انا بعد “ (3)

” رجم حدود اللہ میں سے ایک حد ہے پس تم اس کے بارے میں مت جھگڑو اس کی دلیل یہ ہے کہ

1 - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: ۱۴۹۔

2 - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: ۱۴۹۔

3 - سنن ترمذی، ابواب الحدود، باب ما جاء في تحقيق الرجم: ۱۴۳۱۔ ابن حنبل، مسند احمد، مسند عمر بن الخطاب: ۱۵۶۔

رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی رجم کیا اور اس کے بعد میں نے بھی رجم کیا۔“

اس حدیث پر منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں تو شادی شدہ کو ”محسن“ کہا گیا ہے اور محسنہ کنیز اگر بدکاری کرے اس کی سزا قرآن نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”فَإِذَا أَحْصَنَ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ“⁽¹⁾

”پھر جب وہ نکاح کر لیں تو اگر وہ کریں بدکاری تو ان پر ہے آدھی سزا اس سے جو ہے آزاد عورتوں پر سزا۔“

رجم تو جان کے ضیاع کو کہتے ہیں اور اس کا نصف نہیں ہو سکتا کہ آدھی جان نکالی جائے اور آدھی باقی چھوڑ دی جائے لہذا رجم کا حکم جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے قرآن کی منشا کے خلاف ہے۔ مخالفین اس آیت کے تحت محسنات شادی شدہ کو شمار کرتے ہیں۔ ابن قتیبہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ونحن نقول ان المحسنات لو كن في هذا الموضوع ذوات الازواج لكان ما ذهبوا اليه صحيحا ولزمت به هذه الحجة وليس المحسنات ههنا الا الحرائر.“⁽²⁾

ہم کہتے ہیں کہ اگر تو محسنات سے مراد یہاں شادی شدہ عورتیں ہوتیں تو مخالفین کا موقف درست ہوتا اور اس آیت سے ان کا حجت پکڑنا صحیح ہوتا لیکن یہاں محسنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں۔

البتہ اس آیت میں لفظ محسنات سے پاکدامنی مراد لی گئی ہے اور پاکدامنی نکاح کے سبب ہی ہوتی ہے اور کنیزوں کے لیے اس کا کوئی تصور نہیں کہ وہ تو آقا کی ملک میں ہوتی ہیں لہذا اس آیت میں جو حکم ہے دراصل اس طرح ہے:

¹ - النساء: ۴: ۲۵۔

² - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: ۲۷۷، ۲۷۸۔

”فعلیہن نصف ما علی الحرائر من العذاب یعنی الایکبار“⁽¹⁾

توان کنیزوں پر اس عذاب کا نصف ہے جو آزاد کنواری عورتوں پر ہے۔

اس کی مثال میں ابن قتیبہ لفظ ”المشیرة“ کو ذکر کرتے ہیں کہ اہل عرب ایسی گائے جس نے زمین سیراب نہ کی ہو اس کو بھی ”بقرة“ ہی کہتے ہیں حالانکہ اس نے زمین سیراب نہیں کی۔ کیونکہ اس کے ساتھ زمین کی سیرابی کی نسبت اس کے گائے ہونے کی وجہ سے کی جا رہی ہے جو دیگر چوپایوں کی طرف نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی اونٹ کے لیے لفظ ”هدی“ استعمال ہوتا ہے جبکہ ”هدی“ تو وہ اونٹ ہے جو قربانی کے لیے کعبہ کی طرف روانہ کیا جائے۔ لفظ محصیہ سے آزاد کنواری عورت کو مراد لینے کی تائید قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتِطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾⁽²⁾

”اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے

نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں۔“

اس جگہ لفظ محصنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور وہ بھی کنواریاں کیونکہ شادی شدہ سے تو نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں نکاح کرنے کی بات ہو رہی ہے۔

۳۔ ابن قتیبہ باب ذکر الاحادیث التي ادعوا عليها التناقض کے تحت ”الایراد فی الصلاة“⁽³⁾ کے عنوان سے دو بظاہر متعارض احادیث نقل کرتے ہیں۔ ایک روایت صحیح مسلم میں حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

شكونا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة في الرمضاء فلم يشكنا⁽⁴⁾.

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گرمی کی وجہ سے نماز میں تاخیر کا سوال کیا تو آپ ﷺ

¹۔ ایضاً: ۲۷۷، ۲۷۸۔

²۔ النساء: ۴: ۲۵۔

³۔ ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: ۱۷۴۔

⁴۔ قشیری، ابو الحسن مسلم بن حجاج نیشاپوری (۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الصلاة، باب ابراد الظہر فی شدة الحر: ۶۱۹۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید (۲۷۳ھ)، السنن، دار الرسالة العالمیہ، بیروت، الطبعة الاولى: ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹م، ابواب مواقبت الصلوة: ۶۷۴۔

نے جواب نہیں دیا۔“

اس حدیث کے معارض صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم“⁽¹⁾.

نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس لینے کی بنا پر ہے۔

ابن قتیبہ ان احادیث میں تطبیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لأن أول الأوقات رضوان الله وأخر الأوقات عفو الله والعفو لا يكون إلا عن تقصير فأول الأوقات أوكد أمرا وآخرها رخصة⁽²⁾.

”اس لیے کہ اول وقت میں نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے جبکہ آخر وقت میں نماز کی

ادائیگی اللہ کریم کی طرف سے رخصت ہے جو کہ کوتاہی کی بنا پر ملتی ہے پس اول وقت میں نماز

پڑھنے کی تاکید ہے اور آخری وقت میں نماز پڑھنا رخصت ہے۔“

اور نبی کریم ﷺ اپنے لیے اعلیٰ امور کو اختیار فرماتے تھے تاکہ قرب الہی حاصل ہو البتہ ایک یا دو مرتبہ رخصت کو اختیار فرمایا تاکہ جواز کی دلیل بن جائے۔ تاہم آخر وقت میں نماز پڑھنے کو معمول بنالینا جائز نہیں اسی بنا پر جب اصحاب رسول ﷺ نے گرمی کی بنا پر تاخیر کی رخصت چاہی تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ تاہم کسی عذر کی بنا پر تاخیر کا شکار ہونے والوں کے لیے رخصت کا پہلو بھی مد نظر رکھا⁽³⁾۔

ابن قتیبہ اپنے اس موقف پر بطور استنشاء صحیح بخاری میں موجود حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کرتے ہیں:

”كان يصلي الهجير وهي التي تدعونها الأولى حين تدحض الشمس“⁽⁴⁾.

آپ ﷺ دوپہر کی پہلی نماز سورج کے زائل ہونے کے بعد پڑھ لیا کرتے تھے۔

¹ - بخاری، ابو عبد الله محمد بن اسماعيل (256هـ)، صحيح بخاری، دار طوق النجاة، بيروت، الطبعة الاولى: 1422هـ، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار: 3259 - صحيح مسلم، كتاب الصلوة: 615 -

² - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: 174 -

³ - ابن قتیبہ، تاویل مختلف الحدیث: 175 -

⁴ - بخاری، الصحيح، كتاب مواقيت الصلوة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء: 599 -

اس طرح دو مختلف احادیث کو دو مختلف معانی پر محمول کر کے ابن قتیبہ احادیث میں مطابقت دیتے ہیں۔

تاویل مختلف الحدیث کی خصوصیات

ابن قتیبہ کی کتاب تاویل مختلف الحدیث ان خوبیوں کی بناء پر امتیازی درجہ کی حامل ہے:

1. تاویل مختلف الحدیث، میں متعلقہ زمانے کے منکرین حدیث کے معروف اعتراضات کے تسلی بخش جوابات

موجود ہیں۔

2. کتاب ہذا مرکزی موضوع فرق باطلہ کی تردید ہے۔

3. باطل فرقوں کی تردید کے حوالے سے 'تاویل مختلف الحدیث' میں جامعیت پائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں

فاضل مصنف کے زمانہ میں پائے جانے والے تیرہ سے پندرہ باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔

4. تاویل مختلف الحدیث، میں ایک سو گیارہ مختلف فیہ احادیث موجود ہیں جنہیں ۴۶ مباحث کے تحت نقل کیا

گیا ہے۔

5. اس کتاب کی ترتیب و تدوین میں بلاغت کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔

6. تاویل مختلف الحدیث، میں مشاہیر شعراء اور بلغاء کے اشعار اور مقولہ جات کا بہت استعمال کیا گیا

ہے۔ صرف اشعار کی تعداد ایک سو بارہ (۱۱۲) ہے۔

خلاصہ بحث

ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ تیسری صدی ہجری کے بلند پایہ خطیب، فقیہ اور بے مثل ادیب تھے۔ مصنف متعدد علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ 'تاویل مختلف الحدیث' میں ابن قتیبہ نے اپنے مناظرانہ مزاج کے سبب فرق باطلہ کی تردید پر خصوصی توجہ دی ہے، اور تقریباً پندرہ (۱۵) باطل فرقوں کا رد کیا ہے۔ کتاب ہذا کا شمار علم مختلف الحدیث پر لکھی گئی بنیادی کتب میں ہوتا ہے۔ 'تاویل مختلف الحدیث' میں اس زمانہ میں معروف اکثر تناقض و متعارض احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں معتزلہ کے کبار آئمہ جیسے جاحظ، ابوہذیل العلاف و دیگر کے عقائد و نظریات کو واضح انداز میں بیان کرنے کے بعد ان کا رد کیا گیا ہے۔ 'تاویل مختلف الحدیث' میں فرقہ باطلہ کی طرف سے وارد شدہ اعتراضات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں کل ایک سو چھ (۱۰۶) مرفوع احادیث جبکہ ان احادیث سے مستنبط مسائل کی کل تعداد ستاون (۵۷) ہے۔ جن کے ضمن میں منکرین حدیث کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کے انچاس (۴۹) شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ تاویل مختلف الحدیث میں مختلف شعراء کا کلام شامل ہے۔ اور ان اشعار کی تعداد ایک سو بارہ (۱۱۲)

ہے۔ تاویل مختلف الحدیث میں اکثر مقامات پر اسناد حدیث مفقود ہیں۔ کتاب میں ضعیف اور موضوع احادیث بھی موجود ہیں۔